رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔
اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ جمرکی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روے رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر لکھر کیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے پرچوں میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظرافت پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونہ کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنیے اگر اس عرصے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ناچیز شاہد سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس صلہ میں اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دوستانہ ہر شیار منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مصلحت کی پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جوکہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ — مضامین غیر — نمبر ۱۰
۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۹ء

مولانا تیغ کا پوسٹ بیگ

الثوانسی حضرت۔۔ خدا محفوظ رکھے آپکی زبان سے۔ چار مہینے ادھر جو کہہ دیا وہ آج بالکل حرف بحرف پورا اترا۔ بقول بوا نصیبن بے ایسی جھکیا منہ سے نکالی کہ پٹ دیڑی ایک حرف تو اخباری کا قدرون کی نئے دودھ رجاری تھی کہ وہ مارا۔ آج شاہ اسلام پناہ کی فوج ظفر موج میں خدائی کنٹجنٹ سے دو کروڑ چالیس قدسی و کروبی رگروٹ کے طور پر بھرتی کرکے بھیجے گئے۔ ملی نباب سلطنت رشتگاہی نے سونے میں چونکہ پیٹھے تو قندھار سے کابل تک ایک بجلی کی رو دوڑ گئی اور دہانے سے سوپلی تک غریب بچہ سقا کی ناک کا صفایا بول دیا۔

اعلیٰحضرت نے پشتی پر سے ہے کے بھیو پچکاری سی دہانے کی اسپنانی برق پکڑ اس فن کی ماہر اہل ہیں پرسوں سقازادے کی فوج بگڑ گئی اور رستے مشہور اسی کی طرح اپنے سردار پر حملہ کر دیا۔ سکین پیشانی کے دہانے کی طرح گسے سے کس گولا داغی جا کر بے بلا اور بیو نچا دیا۔ اعلیٰحضرت کی خدمت میں۔ اعلیٰحضرت نے عفو و کرم کو دیکھیے جنہوں نے تو ذرو دانے کے بند میں بھول کے سقازادہ کو گلے سے لگا لیا۔ اب کابل میں امن و امان ہے۔ صبح و شام سقا بچہ جلالۃ الملک کے پاؤں دھلا دھلا کر دھو کے پیتا ہے اس آب حیات کی تاثیر دیکھیے بچہ سقا لیم ہو گیا ہے جس گلی کوچے میں پھرتا ہے شنقلاز نگ بھر جاتا ہے۔ گو وہ پہلے حاتم طائی کو ایک دیا ہی بہشتی بانا تھا مگر استغفراللہ

مثال حاتم طائی سے کیا میں نے کو ... کر دیے اور اس کے بیان بیکروں ... دوسری طرف آپ کے کل بچے دستہ ساہ زبان ظلم نے ایک ہی رٹ لگائی کہ بار وا تار ہے ہیں اعلیٰحضرت نادر و سیاسی نگہداشت کی طرف سے بالکل برے ہیں بیل ہرگز سدھے نہ جھیلیگی۔ اور وہی ہوا دور کے ڈھول سہانے فرشتوں کے رگروٹ پر پہوت آسمان ملا اعلیٰ کو سدھارے انگر جو کئی تو دیکھے کیا ہیں کہ صرف بادشاہ و فوج ظفر موج شکست اور ہزیمت زدہ ہو جانے اس برے وقت میں سرکار شاہی کا ساتھ دیا تھا چند دستے کابل پر حملہ آور ہوئے وہ بھی گھو گمٹ کھا کے تتر بتر ہو گئی بقیۃ السیف لطیف غیبی کے انتظار میں سرکار کے ساتھ رہے۔ خدا بھلا کرے نادان دوستوں کا وہ اس شکست کو اقبال کی شکستہ دلی سمجھتے۔

تربجا بچا کے رکھا ہے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

میاں سیاست لاہور نے تو اس شکست کو اس طرح لکھا ہے گویا یہ ایک نعمت عظمیٰ نصیب حضرت شاہی ہوئی۔ عنوان ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

...عساکر ہمایونی کی ہزیمت ... صلح جبل ہمایوں کے معنی ہیں خوش قسمت کامیاب مسعود مبارک یعنی خوش نصیب ہے وہ لشکر جسے پہلے ہی حملے میں ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑے۔ دیباالناس بجو اور اودھے منہ گر پڑے ہیں۔ تحت عنوان وہ خبر ہے جسکے سنتے ہی عقل ہمایونی رشست فکر کی فتح فال پر خیر خواہوں کے آنسو جاری ہو جائیں تو عجب نہیں ہیں۔

"شدید معرکہ آرائی ہوئی جس میں عساکر ہمایونی کو سخت ہزیمت حاصل ہوئی"

دنا منہ "ہمایونی" کی دم کسی طرح عساکر کے جسم سقل سے جدا نہیں ہوتی۔ خبر میں بھی موجود۔ عنوان میں بھی۔

جب حال یہ ہے تو بچہ سقا کی ... فتح کیوں نہ ان الفاظ میں ظاہر کی جائے:۔

"بچہ سقا پر جلالۃ الملک ظفر مند کابل کے قریب ایک ... بچہ سقا کو تو ... رہے روانی ہوئی بات تھا دم میں ... کا ... سلامت ... بھاگ گیا۔ لے اب بتا ... کیا رہ گئی ... شاہوں کے آگے تم تو ... آج تو تیری ... پر ... تو نے اپنے باپ دادا کا نام ... رسوا ... اچھا ... آنکھیں بند کر کے ... گر ... بچہ سقا کی تو ... جراثہ کرتے ہیں ... قتل کی ہے۔"

ان خبروں کے ساتھ ہی ایک نہایت خوفناک قصہ اعل رسان خبر بھی تھی ہے کہ شاہ غازی کو سقا بچہ نے پانچ ہاتھ کا خط لکھا اس پر جھوٹ ہو تمہاری تیری میں وہ لکھتا ہے کہ میاں ... کیا تھا کے قرآن قرآنی کر دو گے پانچ ہزار پانچ سو ... پولیٹکل قلعیوں کی گنتی میں گنوا سکتا ہوں۔

"سر ملک داری ... خرقہ در ... دو باشتہ"

خوش باد عقیدت سند اخباری کا قد آپ سے باہر ہے کہ افریون بانگ دیتے ہیں کہ گستاخی گستاخی کفر الحاد مردود کی شامت آئی ہے۔ ایاز قدر خود بشناس۔ سہ

قضا آئی ہے چیونٹی کی تو اس کے پر نکلتے ہیں

او بے ادب اگر دوبارہ بیہودہ سرائی کی تو تیری بھولی ہوئی اشک میں یمین سے بیٹھے بیٹھے قلم بھونک دینگے ساری ہانی نکل جائیگا اور استغفار زبان درازی کا آپریشن ہو جائیگا تتلی بیگی سنا نہیں کہ ایک ... لا منہ ... سقہ ... بچہ زمانہ ماضی کے خط لکھتے ہیں تو خط لکھ بیٹھے ہیں کہ ایک مظفر خانگی ہچال پر صفحہ کا غذ ریختہ ... جزئیات سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے ... سزادی شہری ... قریب ... دو ہتوں قلم ... عادت ... کر جنہیں کہتے تھے شکست

بھی کہتے جاتے تھے اب جو کچھ منہ سے چڑیا کی شان میں نکلا تھا بی بی کے خط میں لکھدیا۔ للائن کے ہاتھ میں جب خط پہونچا تو نہایت متعجب ہوئیں لکھا تھا کہ بعد رام رام خلاصہ مرام اینکہ اشتیاق تا سرحد وصول ہوا ازیں خور سند ہوا و بہ رسیدگی خبر مشہور اثر زائیدگی فرزند مسعود دل فرحت منزل میں آیا کہ "حرامزادی شوہر کی سسٹر کی قریب کر کمیشن دیں" قلم…… "نگار" ارے لالہ گالی گفتاری کی عادت نہ ہیں ہتھی دتھی ہائے ذیاب تم گنوین گاؤں کی جارن سے بیوہ یا سکھیو۔ پس جب لالہ کا قلم…… "نگار" دور سے للائن کے قلب سے پار ہوا تو کیا ہم اہل قلم کا کلک جبل نگاشت تیری شک میں سوراخ نکر دیگا۔ خیر وہ جانیں اور بچہ سقلہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شاید اس مردود ازلی نے آپ کا جلوہ کہیں دیکھ لیا کیا معنی کہ آپ نے بارہا حضرت شہریار غازی کی سیاسی لیاقت محل شناسی پر سخت نکتہ چینیاں کی ہیں۔ چنانچہ دو ماہ ادھر بطرف دلیپنے دور دراز حال جب آپکو حضرت سوتن کھینچ جانے کی عادت نہ تھی اور آپ نکا اشتہار صحیح و سالم تھا آپ نے اپنے قلم سے یہی مضمون ادا کیا تھا۔

اے ادستفا زادے کان کھول کے سن کہ جو تو نے اپنی تحریروں میں ہمارے شہریار کے ملک و لانا الامیر اودھ پنچ کے سفرا میں جو رائے لکھے تو والله بالله پیری میں دعوے کر کے ہم تیری شک دول اور دول نکالنے کا شاید دیکھو ہے پیٹی ہوئی تھارے کی تنگی قرق کر وا دینگے۔

جانتا نہیں ہم انگریزی ٹکلاری کے رہنے والے ہیں جنکا وارنٹ مردے کو بھی قبر سے کھینچ لاتا ہے۔ تیرے دشمن بلا ہی کہ رہتے ہیں کہ تو

مرگیا تو غائب ہے ورنہ اس سے کہا ہوگا۔ یہ عذر "رمیں جو دیکھیا دانع عذر مزید" (تقریر نگار) کی زد میں ہے۔

بہرحال "دیل اس کفو والغرور" افسوس شہریار غازی کی استعداد سیاسی بہت بدنام ہے اور دوست بھی دبی زبان سے کہتے ہیں کہ "آب از چہ رفتہ باز نخواہد آمد"

رقم خام خیالی جوائمٹ

پنچ۔ جناب خام خیالی صاحب۔ یہ خبریں تو انجناب کی ناخوشی مزاج کے باعث ہوگئیں پرانی تازہ

تو زردتر تازہ گرما گرم خبر یہ ہے کہ شہریار غازی عسکر بہالوی پارلمنٹ بھیج کے "جمن" کی گذشت ذلت کے باوجود سفر جنگ کا بطرف یورپ عنقریب وارد ہند ہونے والے ہیں نواب دست بر سر چشم بد دور عقاب و دو بگردن رادش "اپنا" علم غیب نہیں رکھتے مگر نگاہ دوربین دل درک کی نعمت سے بہرہ ور ہیں بھی اگر ہم کسی مورخ کے حق میں سطح کو تحقیق پاتے اور جید کو کچھ تاریخ بھی ساری ثابت ہو تا تو واللہ پھر گھر سے باہر نکلتے۔ آفریں بار بر بدہ ہے جناب جرائت اسلام

نواب شجاع الدولہ کے عسکر بہالوی کو جب گرگ شکست و ہزیمت نے ادبار جاتو بھاگے۔ راہ میں جونپور پڑتا تھا ایک شب وہاں قیام کیا۔ بھاٹ (مدح پیشہ شاعر گروہ) ہزیمت کی تہنیت دینے آئے اور کی نظم مرتبہ کا ایک جزو اور آخری جزو یہ تھا۔

نواب آئے ہمارے بھاگ آئے

بھاگ ہندی میں قسمت کو بھی کہتے ہیں۔ غفط ہوز و مفہمیں مع وقد دوسہ دوفوں پر شعلہ معرعہ سنتے ہی ملازمین کو حکم ملا کو بے کی تیاری کردو یہ صورت ہمیں ہے دکھا تیجے قابل بھاٹ اب کہیں خال خال نظر آتے ہیں جن بھی توزرو نظمی کی صفت سے خالی۔ خدا کے بہلائی جرائد کو عنقریب آپ اس موہبت عظمی یعنی فرار مقدس پر ان اخباری کا تقدون کے قصیدہ ہائے تہنیت سننگے اور ان میں ایک شعر بھی یہ راحت گوئی کی مرکب جستجو وہاں انجمی فنڈ ہون حلال ہوگا۔ اے حضور اس قرار پر قرار نثار شعلہ سے نیز میں مقابلہ کرتے ہیں اور کا ایک ہی شاعری میں لال ہوگیا۔ حضور کا حلم و رحم تھا کہ زیادہ ترکس کار کی اپنی شان شوق نشان جلادت عنوان کے خلاف سمجھکے ملک خیرات میں دیدیا اور چلے آئے حضور تاج بخش ہیں باج ستان تخت گیر بخت گیر نہیں خدا ہے "جود"۔ غلامان شہریار غازی جیسے احمق کی لیے نے چند سالغ سیاہ قدموں پر نچھاور کرنے کے لیے فراہم کیے تھے جو حضور کی تحویل میں ہیں ابھی بھیجنے کی توفیق نہیں تھی کہ خبر ورود موکب شاہی مسموع ہوئی سو شہروں میں پیٹرول کا توڑا ہو تو بندہ خزانہ عامرہ میں یہ رقم داخل کر دے دو حاجی شوکت علی صاحب نے ہنگام ورود بمبئی جس زر دوزی سے زریں تحفہ نیاز کے نچھاور کی



طے الارض کا عمل

"مسئلہ انتخاب ممبری پارلیمنٹ"

"تو بیٹا تو کیا تم ہے"

"ہنسل بر سا تم کرا۔ بیٹا تمنے ہندوستان میں بڑا نام کیا"

کا سامان وہ تکیے اور شوربے جا کے بستے کا
نصف پہلے ہی استعمال کیا تھا وہ بد قسمتی سے چلتون
وریجنٹ پہونچے پیاسا رہ گیا تھا پیالہ سیاہ
اوس کے منہ سے لگا دیا جائے مگر نہیں اعلیٰحضرت
"سلطانان ہند بسیار غریب و مفلس استیم"
کے جواب میں اوسے صبر کی ہدایت کر چکے تھے لہٰذا
وہ ملک پا چکا۔ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
البتہ یہ عقیر ہم نے نہیں پچھلی خدمات برادرانہ
و نیاز مندانہ اعلیٰحضرت کے سامنے ہیں ہر قسم کی
ہمدردی کا مستحق بن کر رہا ہوں چنانچہ حال ہی میں
"کافرون سے استمداد" کا الزام بندے نے
پرواہ نہ کر کے دیا۔ ملاحظہ ہو "شاہ غازی دشمن ...
بھول گئے، رفتہ رفتہ ہمارے چمن بہو بیگم ...
..... شاہ امان اللہ خان انگریزوں کے ساتھ
گفت و شنید کر رہے ہیں دل یہی کہتا ہو کہ
شاہ غازی کا مطلع دفعتہً صرف اپنے بھائی اور
لکھنؤ کو ساتھ لے کر چمن بہو بیگم جا کر پناہ لینے
کی غرض سے نہیں ہو سکتا خیال عقلی و ماوری
بے ہنگام کر کوئی آدمی حماقت نہیں کرتا
اگر خدانخواستہ انھیں ہندوستان میں پناہ لینا
یا یورپ جانا مقصود ہوتا تو وہ بنا ضروری
سامان (جو شاید بھاگنے میں چھوٹ گیا) اور
دیبی دہ عزہ و اقارب (کہ ہمراہ ملک تخت
و تاج کا آپ کی فرو گذاشت ہے) کو ہمراہ لیکر
آتے..... لیکن اس حالت میں بھی ہم خدا
کے فضل سے مایوس نہیں ہیں، شغل چندہ بازی
برقرار رہیگا شاہ غازی مایوس ہوں تو ہوں یعنی
"مخالفہ نظر" المختصر ادیر فہرست کے طور پر
یہ چندہ بانے سیم اس سقیم کے سہارے
جانا یہ زیادہ مناسب ہے۔

ظاہر ہے کہ شاہ غازی کا اسمین کچھ حرج ہوتا ہو
نہ خرچ پس "بس ہونی" کا اشارہ کافی ہے۔ شاہی
"ہونے" سے زیادہ قابل وثوق کوئی رجسٹری
کی ہوئی دستاویز بھی نہیں ہو سکتی۔

ایک فرضی تحریر

(محمد علی خان قاچار (شاہ معزول ایران)

بنام

امان اللہ خان (شہر یار مفرور افغانستان)

حبیبا! السلام علیکم۔ شنیدم کہ شما از وطن گریختہ بہ اروپا (یورپ) متواری شدن می خواہید۔ بہ بہ۔ خوب ست۔ چند سال ست کہ من ہم این جا عطری فروشم۔ الحمد للہ این کار ست خیلے پر نفع۔ خانمہاے خوشگل و مجتبے بوے خوش بہ بحر (تجارت گاہ) بندہ گر می آیند عطری گیرند و بجا می دہند۔ این ہمہ اسباب عیش کہ دیدہ و شنیدہ نگینہ ہاے قیمتی و جواہر زواہر خزانہ ایران است مال پدرم بود بہر چہ خواستم صرف کردم۔ شنیدم کہ شما ہم از ملک افغانستان گنجینہ ہاے زر و سیم و معدنیات بہ بجا ہمراہ می آرید۔ بلے

براے شاد دن چہ تنگ و زند

شما اینجا تجارت انگوزہ (ہینگ) می آرایید کردہ تا باشد کہ امروز شہریار تخت یافتہ ہم شدہ دماغ خانمہاے فرنگی را از بوے عطر و انگوزہ معطر و پراگندہ کنیم۔ بے مہر بہاے رعیت پدر سوختہ را فراموش نمائیم۔ اگر زادہ بر جاے بندہ نشیند و شہزادہ بر مقام شما۔ سوداے ظلم ملک داری بختن درین ہنگام آزادی کی تہذیب بدی نماید۔ مردمان می خواہند کہ بادشاہ وزیر من آئین و قوانین زنگا رنگ بستہ غلام خود شان سازند و خدمت گیرند۔ از پدر و جد آموختہ ام کہ این شاہی نیست۔ شما باید آزادہ رو و مختار و مطلع چنانکہ جد و پدر شما بودند و جد مرحوم شما امیر عبدالرحمٰن خان کہ بیک جریدہ بے مقدار جلد پکیر خان جنرل و دست دیگر را بر دہن توپ بستہ آتش در داد و سنگ رعیت۔ رعیت اگر حاکم است بر شاہ پس چرا رعیت در باغ و لاہ ... شکستہ جبینان و خوردہ گیران آسودہ زیست تا ہم ... تاج و داد کرم آزادہ بر ادر صفائی ... دل نوشتہ ... کہ ہنوز ...

شاہی می شنوید۔ و دل ... تاریخ نمودید و بخدا امید کہ شما ... بر نیم جامہ یورپ قرہ ختہ قیمت ... لشکر پذل نمودہ بازبان شغل را ... کرپاپانش بغیر رسوائی و نقاعت چیزے دیگر نیست۔

برادر۔ روزیک ماہ قبل ازین بگوشم رسیدہ بود کہ تجہیز و رشتاے جوان غیر صورت مردانہ و شمشیر بوست اگر لشکر و کرک شایستہ باے و رسیران کار زار گرداشتہ اند۔ آخر آنجا چہ شدند؟ چرا نیان را حکم نمی فرمائید کہ شوہر گرفتہ دو دو صد سو بچہ ہاے فرزند بجا طرز شما بزایند تا باشد کہ بچہ ہا جوان شدہ تربیت یافتہ و کار از سر و دیگار بچہ شما ے تاہنجار برآیند پیلے شان این کار از بیخ سان ست۔ ہرگاہ کہ دہ ہزار لشکر منظم شدہ در میدان جنگ آمد بچہ شما نمی تواند ارادہ بجا رزم نماید اگر آنجا دشوار است ہمراہ در یورپ ہمراہ خود بیارید کہ زنان دنیا جنگی مردان، روزگار رما در بسی فتوحات می گویند

سخن از سر فصل این نکتہ مجلے گفتم
تو خود حدیث مفصل بخوان ازین مجمل

والسلام

نمقہ محمد علی شاہ قاچار

پورٹیبل اسٹیم انجن

(برائے فروخت)

ہمارے پاس پورٹیبل اسٹیم انجن سنگل ذیل کے چند سلنڈر آٹھ گھوڑے سے لیکر بیس گھوڑے تک ہرونت گودام میں موجود رہتے ہیں اور مقابلتاً سستی قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں۔ دوسری جگہ خرید کرنے سے پہلے ہمارے پاس تشریف لائیں نیز آئل ورکرو ڈائل انجن ہر ایک سائز کے آٹھ گھوڑے سے لیکر پچاس گھوڑے تک نئے پانی کے ہیپ شیر بھر بیڑ سیمر روز روشن کے ... سٹیم ٹرکیشن انجن ... وغیرہ ... پسنے کے۔ آر۔ سی۔ ... اسٹیم ... وغیرہ ...

... ریلوے روڈ لاہور ...

مٹی جہاں کی ہو وہیں فنا کیے جاتے ہیں

سنتے ہیں کہ بھیڑیوں کے مردے چپ چپاتے دفن ہوتے ہیں۔ مجنے والے مردوں کو خبر نہیں ہوتی۔ لاش لیجاتے کوئی دیکھتا ہے مگر اللہ رکھے ہمارے شہر کا شیعہ کالج بھیڑیے کا مردہ تو ہو نہیں جس کا سنگ بنیاد بانگ طلبیوں چپ چپاتے رکھ دیا گیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوا۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ جامع الموتین لارڈ مسٹن نے بقول بعض علمائے مفسرین ایک ہاتھ میں دین پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے دنیا کی دم تھامی بالائی کی مدد تقریباً کئی بسولی کی لیپ پوت اور ٹھکار سے کام لے کے اس نو مولود کی نال بھرے مجمع میں کاٹی تھی مرگھٹ میں زچا خانے گائے گئے تھے مولود حقیقۃً ہوا تھا مولوی محمد [illegible] پڑھ رہے تھے توالی جبالی نے گورنمنٹ کا حصہ اور بلدی پنچ کے دام وصول کیے تھے۔ عجب اتفاق ہے ایک وقت یہ ہو کہ پار والی کربلا کے گورستان سے متصل تین چار مولویوں دو تین مولوی نما دو چار پانچ طالب دستوں نے گڑھا کھدوایا کر حضرت پر کوئی بسولی اور ٹھائی کلمہ ہی کا لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے چلے اور چپ چپاتے کچھ روڑے کچھ پتھر گڑھے میں رکھ کے توپ دیے۔ یہ شان لارڈ کی نہیں۔ مولوی کی ہے۔ چنانچہ کالج کے پرانے طلاب و اولڈ بوائز کا قول ہے کہ شیعہ کالج پر خاک کیا جا رہا ہے "اگر فی الاصل قبرستان میں یہ ولادت لازمی نہیں بلکہ تقریب تدفین ہے تو ہم بھی ان مولویوں کے ہم خیال ہیں۔ اچھا کیا جو چپ چپاتے دفن کر دیا تو تمام رسوائی پر ہی بھر خاک ڈال دی اور زبان حال چپکے چپکے تلقین پڑھی ہے "اسمع افہم اسمع افہم یا شیعہ کالج ابن لا ادری بیچکار ...... لاتخف ولا تحزن وقال فی جواب [illegible] رنگ [illegible] کتاب [illegible] قبلتک [illegible]

دفضاج بھی والبلا [illegible] دینی و یونیورسٹی ایکٹ کتابی [illegible] تبلیغی۔ دخان جاو مولوی سید علی حسن [illegible] وحید چھوٹی ڈوری کے سوا [illegible] تادی و غضانی ہم آہنگی [illegible] معقولاً واجبراً ...... ہمت یا شیعہ کالج ابن لا ادری بیچکار نجیک [illegible] بقول المرجعی الخ۔

اخبار بھی مسموع ہوا ہے کہ جب یہ حضرات دفن سے فارغ ہوئے اور سنگ لحد کو تنہا چھوڑ کے اپنے اپنے گھروں میں پلٹ آئے تو شب کو بعض نابکار [illegible] مردہ خور دل نے یہ تازہ اور بودی قبر کھود ڈالی ہی نہیں بلکہ اس گڑھے میں کچھ ایسی حرکت کی جس سے مٹی زیادہ گیلی ہو گئی اور کیوڑے گلاب کے عوض تری بو آنے لگی۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ ناشائستہ حرکت کسی دشمن کالج سے سرزد ہوئی ہے لہذا آئندہ پولیس کا پہرا بٹھایا جائیگا تاکہ دوبارہ قبر پر بدنفس دشمن تعلیم گاہ کو پیشاب گاہ نہ بنانے پائیں۔ ہم اس انتظام کی تکمیل اسطرح چاہتے ہیں کہ پہرے کے ساتھ ایک نائی بھی رکھا جائے اور پولیس پکڑ لیا جائے تو فوراً اس کا ختنہ کر دیا جائے تاکہ عبرت ہو۔ سو تو اقبال [illegible]

ندوہ ہے نہ نشان سر مزار ہمارا ب

پنچ۔ حضرت آپ کا یہ دعوے غلط ہے کہ بنیاد کی اینٹ رکھنے میں جو اسراف مرحوم فتح علیخاں کے عہد میں جائز رکھا گیا تھا وہی دوبارہ بھی کیا جاتا تو اچھا تھا۔ اے جناب بنا فانی ہر قوم خفا [illegible] کالج کے شیعوں میں [illegible] شرع کا [illegible] ہوتا ہو وہ کبھی خواہ مخواہ کی دھوم دھام [illegible] جائز نہیں رکھ سکتے۔ ہاں تلقین البتہ کیجئے ایسا ہو کہ آپ بھی تکفیر کی کمند میں پھنسیں اور روز بحال [illegible] تلقین پڑھنے والا پایا گیا [illegible] شیعہ کالج کربلا نہ ہی درسگاہ نہیں پھر بھی مولویوں کے ہاتھ

جو چیز نمک میں جائے وہ مقدس ہو جاتی ہے۔ بتا ہے "وائٹ ہارس" کا اشتہار بھی کیوں ہو۔

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

چند کنایات و اشارات کی تصریح

اودھ پنچ کی اشاعت میں ہفتہ معطل رہی خبریں باسی تباسی ہو گئیں پرچہ ٹھہرا تھا نکلیگا۔ آپ اخبار ہفتہ وار سے اسی کو اخبار حال کے ساتھ ترتیب دیجیے اور ہرگز اور بھی ہو کی تاریخ کو خبروں کی تاریخ نہ سمجھیں۔ نیاز مند

برگ سبز است تحفہ درویش

نازی گریزاں سے حسن کا گزر ادھی قمر کی امید بندہ و شائقوں کو تھی اور خدا خوش باوری کا بھلا کرے [illegible] کانگریس [illegible] عقلمندوں کا مجموعہ [illegible] ایک بعض شکایت ہوئے احمق بھی [illegible] بنائے ہوئے احمق بھی ایسی کوئی تعجب نہیں کہ پنڈت موتی لال نہرو نے حضرت شہریار ہزیمت شعار کی خدمت میں الوداعی تحفہ پیش کرنے کے لیے عمدہ پھول چنے اور کشتی میں لگا کے بھیجے۔ احمقوں نے اس تحفہ پر اسوجہ سے صاد کیا کہ آرائش کی چیز ہے ملکہ بھی ہمراہ ہیں۔ دماغ تھکا ہوا ہے راحت کی ضرورت ہے۔ خوشبودار شے ہے بارود کی بو جو گنبد دماغ میں گونج رہی ہو گی ہے گندھک [illegible]



خواب خرگوش (تعبیر تین سال کے اندر)

سر مائیکل اڈوائر: ہند! ہند!! ہند!!! کوناڈن وناڈن ۔ ڈن ۔ ڈن ۔ ڈن !!!

خیالات اودھ پنچ: خواب میں بھی بشگونی ۔ ہائے سبز اعہد حکومت اور اُسکا انجام!



دنگل کی عفونت نکال باہر کر گئے۔ پھر لامحالہ تب کی علامت ہے اہل وطن کی عداوت کی تلافی ہو جاتی تھی۔ علاوہ اس تحفہ پر اس وجہ سے راضی ہوئے کہ بمبئی کے زمرد وزنے ازلہ ساوہ دل زرین تار ولایت روانہ ہونے کے وقت دیا تھا کافی ملامت ملنے کے سبب وہ ہوا تا سازہ دار شہریار غازی ہار گئے اور ہار کے دوبارہ شہ دکھایا۔ زرین ہار تھا فقل وہ اصلی ہار بہ بعد ویسا تھا ہم تک بھی ہے خواہ کتنا گرمیں پر گراں گذریگا اور اس طرف بھی اشارہ ہو جائیگا کہ

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اسکے علاوہ شہریار غازی گل بازی اور گیند دھڑکا ہور ہے تھے اور زر دھر کے ہیں خدا ادھر کے۔ ملک رخصت چھوڑنے کے بعد پھول سونگھنے کے سوا کام ہی کیا رہ گیا ہے وہ دن لد گئے جب تھے

گوئم سو یکان ماتم است و خنجر
بکار مانیاید نرگس و آس
شراب ما ست خون جگر ستو
اساس گل او بحر بن کا آس

وقت چو از دست رفت پشیمانی چہ سود۔ سنتے ہیں کہ ثریا خانم نے اوس بیش بہا زرین ٹوپی نقاب سے پھر رشتہ جوڑا ہے جو سفر ولایت کے وقت بمبئی سے آگے بڑھتے ہی سمندر میں پھینک گرا تھا۔ نقاب کا ہے کو خونی دریا کی ناؤ سمجھئے جو سات آٹھ ہزار جانوں کو لے ڈوبی۔ مثل مشہور ہے کہ کتا بیٹا اور برا بیٹا کبھی نہ کبھی کام دے جاتا ہے۔ آج اگر بالشت بھر کا چھیتڑا ہوتا تو نفرت اور عیب کے کالا کسی طرح چھپا دیتے رنگت کی زردی عالم آشکارا ہو جاتی دیکھنے والے دیکھتے ہی پہچان لیتے۔ انکھیاں اکھیں کہ رہ ملکہ ثریا اترین وہ چلیں۔ رہ جاتی ہیں۔ غالب مرحوم نے بنات النعش کو شب کے وقت عریان دیکھ کے وجہ پوچھی تھی ۔

تعیین بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں! ثریا تو دن دہاڑے بے نقاب ہو نا اور لوگوں کو تماشا دکھانا اوس سے زیادہ حیرت انگیز ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ ثریا اپنے خاوند سے زیادہ باحوصلہ ہیں کیا معلوم کہ رہ تو جاتے وقت قمیص اور پتلون کے سوا باقی سب کچھ حتیٰ کہ جوتا بھی چھوڑ دینے کو تیار ہے لیکن اگر ہوں مگر نقاب ساتھ لیتی آئیں اگرچہ یہ نقاب انکا عارضی اور معطلی ہے۔ ادھر سمندری جہاز پہو نچا ادھر تموج دریا کے جھٹکے سے نقاب کا ڈورا ٹوٹا۔ وہیں تلاطم امواج کے اور نقاب کا سایہ طوفان برپا کر دیگا۔

چندے کا دھندا یا پھندا۔

خلافت گئی خلیفہ کا وجود نہ رہا مگر کیٹی ہی دم قائم ہے لیکن یہ مسئلہ غلط ہے کہ سبب کے زوال سے مسبب خائب خلا ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس امان اللہ خان کی شاہی بہ یک اشارہ فنا ہو گیا سینہ زور کابل سے یورپ سدھاری یا مہیم امان اللہ شاہ فنڈ کا سلسلہ جاری ہے یعنے گردن اہل اسلام ہند سے چندے کا پھندا جدا نہ ہوگا۔ ایک ہفتہ میں غازی شہریار کا نام تاجی لوح سینۂ اہل ہند سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا اخباری کا فنڈ نام بھی نہ لینگے۔

اب جنرل نادر خان شاہ کابل یا احمد جان فرمان روائے قندھار۔ سردار ولیعہد عنایت اللہ فرخی فاتح غزنی۔ اور غلام نبی خان کو مالی مدد پہونچانے کی شدید ضرورت ہے۔ کیا جانیے کل کیا ہو۔ آخر عنایت اللہ تک تم سے ان بزرگوں نے کوئی شکایت نہیں کی۔ کوئی روز روز مانگے تو مانگے نہیں پھر امان اللہ فنڈ کمیٹی کیوں منتشر کی جائے۔ یہ سب بچہ سقا کے مقابلے میں امان اللہ کی سی حیثیت رکھتے ہیں جنرل نادر خان سابق وکیل نادر خان حال کا ایک وکیل مطلق

گمنام خان حال رئیس سردار وزیر داخلہ امان اللہ شاہ کا اعلان ہوا ہے اور درد مطلع کرتا ہے کہ جنرل نادر شاہ ایران کا ہمنام ہے نادر شاہ مامی کو خزانہ پر قبضہ کا حق حاصل تھا پس نادر شاہ حال کو بھی ہندوستانی مسلمانوں سے کچھ ملنا چاہیے و دولت خدا داد اور اتفاقات بچہ سقا ملکی خزانہ لوٹ لے گیا۔ مال متاع بھاگتے وقت شاہ غازی لے کے چل دیے۔ خانہ جنگی کی وجہ سے قبائل زراعت و تجارت کر نہیں سکتے۔ اوصاف نادری فی الحقیقت حضرت شہریار غازی سے بدرجہا فائق ہیں۔ یہی وقت ہے۔ قندھار چلو۔ بلغار چلو۔ زر دار چلو۔ بیکار چلو۔ گر زر کی اجرت روزانہ رہے بکنے اب فتح قریب کی نذر دلواؤ۔ ہم ذمہ کرتے ہیں کہ بچہ سقا اور اوس کے طرفدار ملا فرود کے آٹھا کھیے۔ بشرطیکہ تمہیں اساک کی بیماری نہ گھیرے۔

جائیں یورپ کو نہ کیوں کہیے میں کیا دکھا ہو
توبہ توبہ نہ قسم ہے نہ چندہ رکھا ہو

بعض کلمی برادر مشورہ دیتے ہیں کہ شاہ غازی

ہفتہ وار وطن لاہور

حب الوطن من الایمان

ملک کا نہایت ہی قدیم اور معزز ہفتہ وار اخبار
وطن۔ اصلاح و اتحاد اسلام کا علمبردار ہے۔
وطن۔ نہایت ہی مفید اور دلچسپ خبروں کا گلدستہ ہے
وطن۔ ذاتیات کے عناد اور فساد سے پاک ہے۔
وطن۔ طباعت و کتابت کے اعتبار سے قابل دید ہے

اے ملت اسلامیہ کے غیور فرزندو!
اے دین حق کے فدا کارو!!
اے علمبرداران اسلام!!!
اے حرمت قرآن کے پاسبانو!!!

وطن کا پیغام سنو وطن کو سمجھو وطن سے محبت کرو
وطن آخر وطن ہے

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ... نمونہ مفت
منیجر اخبار وطن لاہور

یورپ سے قبل ملکہ کی زیارت سے مشرف ہوں
تحت سلطنت بیت اللہ کمرشیہ ہو کے بچہ سقہ
کے پیٹ میں رہائے بد کا چشمو بوزگین۔ سچ
بحکم الٰہی زمین میں ہے اور دعا بھی خانۂ خدا
میں جلدی قبول ہوتی ہے مگر ملکہ ثریا کہتی
ہیں کہ مجھے تو پیرس کی آب و ہوا پسند ہے۔
طواف کون کرے "رقص" وہ سے ہی بہلیگا۔
شاہ کے پاس پونجی ہے کم سینے بحیثیت مجموعی
کل ساٹھ ستر لاکھ یورپ میں ایسی حقیر ذلیل
رقم کی ہستی ہی کیا ہے لہٰذا وہ مستطیع نہیں
ہیں اور بس

اینچہ جور و جفا بیسوا روا است
حکم جور و جفا بیسوا از حکم خدا است

پر عمل فرمائیے۔ آدمی ہیں کفایت شعار رہیے
سفر میں ایک بچی گسی کو مت دیں ہاں جو کچھ
کسی نے دیا ہے یا پیرس میں تجارت کریں گے
تو سرمایہ دار ہو جائیں گے۔ سچ درج کی سی دل لگی
بازی میں روپیہ صرف کرنے کا محل نہیں۔

تاریخی یادگار

دس گھوڑے کی طاقت رکھنے والی موٹریں
جو کہ بطور "زرار شہریار غازی" نے استعمال
فرمائیں ایک تاریخی یادگار کیطرح عجائب خانہ ہند
یا انگلینڈ میں رکھنے کے قابل ہیں۔ ہندوستان
و انگلینڈ کی حکومتوں کو اس یادگار کی
اتنی ہی قدر کرنی چاہیئے جتنی کہ طوطی آموں
کی پیتل دیل گاڑی کی۔

سادھو اور بیسوا

اس نام کا ایک افسانہ پنڈت کشن پرشاد صاحب
کول ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی لکھنؤ نے
انڈین پریس الہ آباد میں نہایت خوشنما چھپوا کر
شائع کیا ہے۔ پنڈت جی کے اکثر قلمی آثار
پر اب تک اظہار حسن و قبح کر چکے ہیں یہ کتاب
بھی انکا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ افسانے
کا خلاصہ یہ ہے کہ سندری نام ایک بیسوا تھی
کلوا بیچی ہونے کے باوجود ساغر دل شراب
معرفت سے لبریز تھا۔ سوامی رامانند ایک زاہد
مرتاض تھے اور یقین اس بیسوا کو ہدایت
کرنے کا شوق ہوا آخر وعظ و تلقین کا اثر
ہوا بیسوا نے توبہ کی مگر بیسوا کی برائی باطنیا
بھوت بن کے سوامی جی کے چمٹ گئیں۔
سوامی جی جو حسن پرست نہ تھے پھر بھی ان
شیاطین سے بچا نہ چھڑا سکے آخر گرد گرد
بھی نہ رہے نہ ہو گئے اور چلی ہو گئی قند
کی ڈلی۔ افسانہ دلچسپ ہے۔ ارباب افسانہ
کی لیاقت اور علمی استعداد کے مطابق بول
چال کا لحاظ رکھا ہے۔ سوامی جی ہندووانے
تصوف اور فلسفہ کے اصطلاحات میں
بات چیت کرتے ہیں اور مسلمان تامیں عربی
اصطلاحات میں یہ ایک خوبی ہے مگر

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

آگرہ آباد کا مشہور انگریزی روزانہ اخبار ہی
کاغذ عربی اور فارسی کی جلن میں مبتلا ہو کے
پنڈت جی پر طعن کرتا ہے کہ فارسیت انکی
زبان میں بہت ہے۔ پوچھئے کہ پنڈت جی
فارسی جانتے اور فصیح اردو لکھ سکتے ہیں
تو میاں تمہاری جان کیوں سوکھی جاتی ہے۔
اس تصنیف میں جو اصلی خامی ہے وہ آزادی
معاصر کو اردو ہندی کے غبار آلود تعصبی چشمے
سے دیکھئے نہ دکھی یعنی سوامی رامانند
نفس پر قابو رکھنے کے باوجود کیونکر آخر
وقت ناستک (لامذہب) ہو گئے۔
علم النفس کے اعتبار سے مصنف نے کوئی
وجہ وجیہ اس انقلاب کی تحریر نہیں کی۔
ابلیس کی مثال اس محل پر کافی نہیں ہے۔
سندری کی وفات سے اگر شیشۂ دل پر چوٹ
پڑی وہ ٹوٹ گیا اور شراب عرفان بہ گئی
تو یہ ایک اضطرابی حالت ہو۔ دل و دماغ
قابو سے باہر ہو جائے تو انسان کی کوئی
حرکت قابل گرفت نہیں۔ سادھو کا آخری
انجام تصنیف میں نہیں دکھایا گیا جو اس نقص کی
تکمیل ہو جاتی۔ وہ دیوانے ہو گئے۔ دیوانہ
مرفوع القلم ہوتا ہے۔ جو نیک افعال انہوں
نے بحالت صحت انجام دیئے انکا ثواب
ضرور ملیگا۔ دیوانگی کے جوش میں ان سے
جو کچھ سرزد ہوا اوسکا مواخذہ نہوگا۔
پس عبرت کا اثر افسانے کے ناظرین پر
اوس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک
سادھو جی صحیح الدماغ ہونے کے باوجود
ابلیسی خیالات کے پیرو نہ ثابت ہوں۔
۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور قیمت ہے
انڈین پریس الہ آباد سے ملیگی۔

اندھیر ہے

ایک صاحب زمانے کی شکایت کرتے تھے
کہ دیکھئے کیا اندھیر ہے جس کا گلا دباؤ وہی
آنکھیں نکالتا ہے۔ سنئے بچہ سقاو یعنی حضرت
امیر حبیب اللہ فرمان فرمائے مملکت خداداد
کابل کا تجارتی ایجنٹ مسمی امام دین [illegible]
پشاور میں ہے پریس کا ٹوہیا (یا پریس)
یا نمائندہ) حالات کا کھوج لگانے امام دین
کے پاس گیا اور پوچھنے لگا بچہ سقو یا بچہ سقا
کا حال کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آقا کے بارے میں
کوئی نوکر توہینی لقب نہیں سن سکتا
امام دین کو غصہ آ گیا اور اوسنے پریس کے
ٹوہیئے کو صلواتیں سنا کے رکھ دیں اس پر
اخباری کاغذ امام دین کو بے ادب قرار
دیتے ہیں معلوم ہوا کہ ادب و آداب گفتگو میں
یہ اخباری کاغذ بھی ویسے ہی کورے ہیں
جیسے کہ "پریس ٹوہیئے" صاحب۔ ہمارے
نزدیک تو امام دین خان نے ہاتھ سے جواب
نہ دے کے اپنے علم و تحمل کا پورا ثبوت دیا۔ کوئی
ان سے پوچھے کہ آپ امیر حبیب اللہ کی توہین
کرنے لگے تھے یا اوٹھ بیٹھے۔ بدتمیزی کی
پہل آپ کی طرف سے ہوئی یا اوسکی
جانب سے۔